Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:9 (1982)

ابن سینا

حکیم نیرواسطی

شیخ الرئیس ابو علی حسین ابن عبد اللہ بن سینا کی ذات گرامی ۹۸۰ء میں بخارا کے نواحی گاؤں مین کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ۔ باپ نے جو بلخ کا باشندہ تھا حسین نام رکھا اور بعد میں یہی ممدوح شرق وغرب ہستی معلم ثانی اور شیخ الرئیس جیسے معزز وممتاز القاب سے اقصائے عالم میں مشہور ہوئی ۔ شیخ نے دس سال کی عمر تک قرآن اور ابتدائی کتب درسیہ کی تکمیل کرلی اور مزید چھ سال فقہ ، فلسفہ ، علم طبیعیات اور منطق پر صرف کئے اور اقلیدس اور المجسطی وغیرہ کا مطالعہ کیا ۔ اس کے بعد سولہ سال کی عمر میں وہ علم طب کی جانب متوجہ ہوا اور اس کی عمر ابھی اٹھارہ سال ھی کی تھی کہ اسکو ایک طبیب کی حیثیت سے اس قدر شہرت حاصل ہو گئی کہ وہ نوح بن منصور سامانی کے معالجہ کیلئے طلب کیا گیا ۔

جب منصور شفا یاب ہو گیا تو اس نے خوش ہو کر شیخ کو شاھی کتب خانے سے مستفید ہونے کی اجازت دے دی جس میں کثیر التعداد اور نادر وبے مثال کتابیں موجود تھیں اور شیخ نے اس کتب خانے سے استفادہ کرکے اپنی معلومات میں بیش بہا اضافہ کیا ۔

شیخ نے اکیس سال کی عمر میں اپنی پہلی کتاب مرتب کی ۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصہ تک علی بن مامون حاکم خوارزم یا خیوا کی خدمت میں رہا لیکن محمود غزنوی کی وجہ سے وھاں زیادہ

عـرصه تک نه ٹهیر سکا اور آخـرالامـر بڑی سرگردانی اور بادیه پیمائی کے بعد وه جـرجان کے حاکم قابوس کی علـم دوستی کا شهـره سن کر جرجـان پهنچـا مگـر جب وه وهاں پهونچـا تو قابوس معـزول اور مقتـول هو چکا تها ـ

شیخ اپنی اس ناکامی سے بڑا متاثر اور ملـول هوا اور اس عـالم حسـرت میں اس نے ایک نظـم لکهی جس کا ایک شعـر یه ہے :

لـما عظمت فلیس مصر واسعـی　　　لـما غـلاثمنـی عدمت المشتـری

یعنی جب میں باعتبار علـم وفضل ، بڑا آدمی بنا تو اب میرے لئے دنیا میں کوئی جگه نہیں اور اب جب میری قیمت بڑهی تو دنیا میں میـرا کوئی خـریدار نہیں ـ لیکن پایان کار خدا نے شیخ کی سن لی اور امیر شمس الـدوله حاکـم همـدان کی شکل میں اس کو ایک خـریدار مل گیا جس نے اس کو اپنا وزیراعظم بنا لیا ـ

اب یهاں شیـخ کی زنـدگی غیـر معمولـی طـور پر مشـاغـل اور سرگرمیوں سے معمـور تهی ـ دن بهـر امیـر کی خـدمت میں ره کر مهمات سلطنت اور امـور سیاسی وانتظـامـی میں منهمک رهتا اور رات کا بیشتر حصه لیکچـر دینے اور اپنی کتـابوں کے مباحث کو امـلاء کرانے میں صـرف کرتا ـ

شمس الـدوله کی وفات کے بعـد شیخ اصفهـان چلا گیا اور وهـاں پهونچ کر وه عـلاء الدین بن کاکویه المتوفی ۴۳۳ء کے مصاحبین میں شـامل هو گیا ـ وهاں اس نے عـلاء الـدوله کے نام پر بهت سی کتابیں لکهیں اور آخر وقت تک اس کی خدمت میں رها ـ بالآخر اٹهاون سال کی عمـر میں مارچ ۱۰۳۶ء میں وفات پائی اور همـدان میں مدفـون هوا ـ جهـاں اب تک اس کا مـزار زیارت گاه عـالم ہے ـ

یہ فقیر جب ۱۶ جولائی ۱۹۵۷ء کو یہاں پہنچا تو یہ ایک نظم ہو گئی۔

حکیم شرق وطبیب فرید وشیخ زمان
جلال عظمت آدم ، جمال بزم جہان

کمال علم تو پیرایہ جہاں جمال
جمال علم تو سرمایہ جہاں کمال

نظام عظمت قانون تو جہاں منست
نجات من زشفا وشفا نجات منست

پیام دانش تو شان حجت اسلام
بزیر سایۂ الوند عظمت اسلام

منم که نام تو هردم بهشت گوش منست
شراب ناب تو درشیشه هائے دوش منست

گذشت عمر در افسانۂ محبت تو
خوشا نصیب که دیدم بهشت تربت تو

بشوق یک نگهت بیقرار آمده ام
کرم نما که غریب الدیار آمده ام

بعد میں حکومت ایران کی عنایت خاص سے یہ نظم شیخ کے روضہ پر آویزاں کر دی گئی ۔ شیخ کو متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل مانا جاتا ہے اور معلم اول ارسطو کے بعد شیخ کا مرتبہ سب سے بلند ہے ۔ چنانچہ نظامی عروضی سمرقندی اپنی کتاب " چہار مقالہ " میں لکھتا ہے کہ " چار ہزار سال تک حکمائے قدیم نے پوری قوت کے ساتھ جدوجہد کی اور اس کام میں اپنی زندگیاں ختم کر دیں کہ علم

فلسفه کے چند مستحکم اصول منضبط ہو جائیں لیکن ان کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی ۔ آخر اس دور کے گذرنے کے بعد ایک حقیقی فلسفی اور بہت بڑا مفکر ارسطو دنیا میں پیدا ہوا جس نے اس علم کو منطق کی ترازو پر تولا ۔ ،تعریفوں کی کسوٹی پر پرکھا اور تشبیہات واستعارات کے پیمانوں سے ناپا۔اس طرح اس علم سے متعلق تمام شکوک وشبہات رفع ہو گئے اور اس علم کی بنیاد قطعی اور واضح دلائل پر رکھی گئی ۔ پھر ارسطو کے بعد پندرہ صدیوں تک کوئی ایسا فلسفی دنیا میں نہ آیا جو اس کی تعلیم کی گہرائیوں تک پہونچا ہو اور جس نے وہ مرتبۂ بلند حاصل کیا ہو جس پر ارسطو فائز تھا ۔ بالآخر افضل المتاخرین ، فلسفی شرق ، حجة الحق علی الخلق ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا پیدا ہوا اور اس کو یہ شرف حاصل ہوا ۔

اسی طرح یورپ کے علماء اور فقہاء بھی شیخ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں ۔ ڈاکٹر کیمیل اس کا تعارف اس طرح کراتے ہیں „ بو علی سینا لاطینی مغرب میں بادشاہ طب کے لقب سے ملقب اور تمام عرب حکماء میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف تھا ۔ تمام دنیائے اسلام اور مغربی یورپ پر اس کا علمی رعب چھایا ہوا تھا اور اس کی تالیفات تمام مسیحی طلباء کے نصاب کا اہم حصہ تھیں اور پروفیسر براؤن حواشی چہار مقاله میں اس حقیقت کی اس طرح تصریح کرتے ہیں کہ بو علی سینا کے علم و ذہانت کا عظیم الشان اثر صرف مشرق ہی پر نہ تھا بلکہ تمام یورپ پر چھایا ہوا تھا ۔

تاریخ الحکماء کے مصنف قفطی نے شیخ کی تالیفات کی جو فہرست دی ہے اس میں اس کی اکیس بڑی اور چوبیس چھوٹی کتابوں کے نام درج ہیں لیکن براکلمان کی دی ہوئی فہرست سے معلوم ہوتا ہے

که شیخ نے ننانوے کتابیں لکھی ھیں جن میں سے اڑسٹھ کتابیں دینیات اور مابعد الطبیعیات پر گیارہ کتابیں ، فلکیات ، فلسفه اور طبیعیات پر اور سوله کتابیں فن طب پر ھیں ۔ ان میں سے چار منظوم ھیں ۔

ان سب کتابوں کی زبان عربی ہے۔صرف دو کتابیں فارسی میں ھیں جن میں سے ایک ضخیم کتاب کا نام دانشنامه علائی ہے جو هندوستان میں ۱۸۹۴ء میں لیتھو میں شائع ھو چکی ہے جس کے دو قلمی نسخے برٹش میوزیم میں بھی موجود ھیں اور مغربی مستشرقین اس کو مشرقی علوم وفنون کی انسائیکلوپیڈیا کے نام سے یاد کرتے ھیں

شیخ کی طبی تالیفات میں سب سے زیادہ اھم اس کی کتاب القانون ہے جو سترھویں صدی عیسوی میں یورپ کی اکثر طبی درسگاھوں میں داخل نصاب رھی ہے اور آج بھی وہ خود یا اس کی تشریحات اور تلخیصات ھندو پاکستان کی درسگاھوں میں درس میں شامل ھیں ۔

قانون کے بعد طب میں اس کی اھم کتاب الادویة القلبیه ہے جس میں امراض قلب اور اس کے معالجات سے بحث کی گئی ہے اس کے کئی نفیس نسخے برٹش میوزیم اور ایسکوریال لائبریری میں موجود ھیں ۔ ھندوستان میں اس کا اردو ترجمه شائع ھو چکا ہے ۔

اس کے علاوہ دفع المضار الکلیه من الابدان الانسانیه اور الارجوزہ السینائیه طب میں اس کی بڑی قابل قدر کتابیں ھیں ۔

عصر حاضر میں مشرق میں بو علی سینا کی تصانیف پر نہایت قابل قدر کام ھو رھا ہے اور ترکی کے ڈاکٹر سہیل انور نے ابن سینا کی تصانیف پر بڑا قابل قدر کام کیا ہے ۔ مصر میں محمد ندیم مدیر المطبعه بدار الکتب المصریه نے اس کی تصانیف کی ایک ضخیم فہرست شائع کی ہے ۔ بغداد میں محمد الکاظم الطریحی نے ابن سینا

پر ایک بہترین کتاب لکھی ہے جس کا مقدمہ محمد الحسین آل کاشف الغطاء نے لکھا ہے اور ایران میں ابن سینا پر خصوصاً زیادہ کام ہوا ہے۔ سعید نفیس مرحوم کے علاوہ ڈاکٹر محمود نجم آبادی ، ڈاکٹر جلال الدین همائی اور ڈاکٹر ابوالحسن فرحودی کے نام شیخ پر کام کرنے والوں میں خصوصاً ممتاز هیں ۔

طب میں ابن سینا کی کتاب قانون کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے جس نے مسلسل سات سو سال تک طبی دنیا کو اپنے زیرنگیں رکھا ہے۔ پروفیسر براؤن قانون کے متعلق یوں رقمطراز ہے کہ :

"طب میں قانون کی حیثیت دائرۃ المعارف کی سی ہے۔ اس کی قابل تعریف ترتیب وتبویب اور اس کے فلسفیانہ انداز بیان نے اس کے مؤلف کی زبردست شہرت کے ساتھ مل کر اس کے مرتبۂ بلند کو شہرت کے آسمان پر پہنچا دیا ہے"۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تیس ایڈیشن شائع ہو چکے هیں اور اس کی بے شمار تلخیصات اورشروح لکھی گئی هیں جن کے تفصیلاً بیان کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہ ہے اس ابن سینا کے علمی تبحر کا مختصر تعارف جس کی روشنی مشرق ومغرب میں آج بھی پھیلی ہوئی ہے۔

●●●●